© rasailojaraid.com

احادیث نبویہ کی حجیت و حفاظت

مغالطہ موافقت قرآن اور امکان تحریف کی حقیقت

(از مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری)

(۲)

(سلسلہ کے لیے دیکھو رحیق فروری ۵۸ء)

احادیثِ صحیحہ کا انکار اور موضوعات کا سہارا!

طرفہ یہ ہے کہ ان تمام حقائق و تصریحات کا تو انکار ہے مگر ایک جھوٹی روائت کا سہارا لے کر منکر حدیث ٹولہ بر کہتا ہے کہ ——"ہم احادیث کے اسی حصے کو قبول کریں گے جو قران کریم کے مسائل سے مطابقت رکھتے ہوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر توضیحات اور اضافوں کو قبول نہیں کریں گے" —— لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ ہی ان کی بات اپنی نہیں، بلکہ ان زندیقوں اور ملحدوں کا قول ہے، جنہوں نے سنن نبویہ سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اس مضمون کی ایک روائت ہی گھڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر لی تھی

جو یہ ہے اذا ردی عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافقہ فاقبلوہ وان خالفہ فردوہ (تذکرۃ الموضوعات ۲۸) یعنی میری حدیثوں کے رد و قبول کا معیار یہ ہے کہ جو حدیث قرآن کے موافق ہو اس کو قبول کرو اور جو اس سے مخالف نظر آئے اس کو رد کر دو"۔ پس اس موضوع روائت سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے، کہ کوئی بھی مسئلہ کوئی بھی حکم اگر قابل قبول ہے تو صرف اس وقت ہے جبکہ وہ قرآن کے موافق ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب صرف انہیں مضامین و مسائل کو قبول کرنا ہے۔ جو قران میں موجود ہیں تو حدیث کی ایسے مضامین و مسائل کے لیے خاص حاجت ہی کیا ہے؟ جب توضیحات و اضافات سے صرف نظر کیا جاتا ہے تو صرف "موافقات"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے اعتبار کا مطلب ہے موافقت اور مخالفت کے فضول و لا یعنی بحث کو درمیان میں لانا ہی کتاب و سنت میں مغائرت ثابت کرتا ہے۔ حالانکہ ان میں باہم لفظی اور معنوی ہنیں ان میں یک جان دو قالب کا رشتہ اور متن و شرح کا تعلق ہے۔

آئمہ حدیث کے اقوال الغرض اس حدیث کو ملحدین نے وضع کیا تھا اور آج بھی ملحدین کے خیالات کی خوشہ چینی بگواس راہ کے یہ ہمراہ گرد رہے ہیں امام خطابیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں وضعته الزنادقة الذین مقصورهم افساد الذین ویدفعه قوله صلی اللہ علیہ وسلم انی اوتیت الکتاب ومثله معه (ظفرالامانی علی مختصر الجرجانی ص۲۶۷) یعنی "یہ روایت زندیقوں اور حدیث دشمنوں کی خود ساختہ حدیث ہے۔ جس کا مقصد احادیث کو رد کر دینے سے دینی نظام کا فاسد و باطل کر دینا ہے اور اس حدیث کا بطلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے خود ہو جاتا ہے۔ جس میں ارشاد ہے کہ میں قرآن دیا گیا ہوں اور قرآن کے مانند بھی دیا گیا ہوں۔ پس "حدیث" ہی قرآن کے مانند ہے کیونکہ دوسری روایت میں تشریح ہے کہ "قرآن کے مانند" کا نام "حدیث" ہے۔ وہ روایت یہ ہے

اَلَا اُلْفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَصِلُ اِلَیْہِ عَنِّی الْحَدِیْثُ فَیَقُوْلُ لَا نَجِدُ ھٰذَا الْحُکْمَ فِی الْقُرْاٰنِ اَلَا اِنِّی اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ (ظفرالامانی ص۲۶۷) دوسری حدیث کے یہ لفظ ہیں۔ یوشك الرجل متکئا علی اریکته یحدث بحدیثی فیقول بیننا وبینکم کتاب اللہ الحدیث (دارمی ص۷۷ اجلد ا طبع مصر) اس قسم کی روایات الکفایہ (ص ۱۰،۹) میں خطیبؒ نے بھی ذکر کی ہیں۔ جن میں صاف تصریح ہے کہ حدیث کو رد نہ کرو۔ مجھے قرآن کی طرح اور اس کے مانند "حدیث" بھی دی گئی ہے۔ امام خطابیؒ کی طرح امام شافعی امام المحدثین عبدالرحمٰن ابن مہدی وغیرہ نے بھی اس حدیث کو زندیقوں کا وضع کردہ لکھا ہے۔ امام بیہقیؒ نے بھی فرمایا ہے کہ جو روائت سنت نبویہ کو قرآن پر پیش کرنے کی خاطر بنا لی گئی وہ باطل ہے علامہ ہیثمی نے لکھا ہے کہ اس میں ایک راوی متروک منکر الحدیث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے (مجمع الزوائد جلد اول ص ۱۷۰)

حافظ ابن عبد البرؒ نے اس سلسلے میں بڑی نفیس تقریر کی ہے جو پوری تحریر میں لانی باقی ہے۔ قال عبد الرحمن بن مهدی الزنادقة والخوارج وضعوا ذلك الحديث (يعني المذكور) وهذه الالفاظ لا تصح عنه صلى الله عليه وسلم عند اهل العلم لصحيح النقل من سقيمه وقد عارض هذا الحديث قوم من اهل العلم وقالوا نحن نعرض هذا الحديث على كتاب الله قبل كل شئ ونعتمد على ذلك قالوا فلما عرضناه على كتاب الله وجدناه مخالفا لكتاب الله لانا لم نجد فى كتاب الله الا يقبل من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ما وافق كتاب الله بل وجدنا كتاب الله يطلق التاسى به والامر بطاعته ويحذر المخالفة عن امره جملة على كل حال انتهى (جامع بیان العلم وفضله ص ۱۹۱ ج ۲)

بہرحال توضیحاتِ قرآن اور تبیین و تشریح کتاب اللہ کا اختیار حق تعالےٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے اور آنحضرت اس توضیح اور تبیین کے لئے مامور بنائے گئے ہیں۔ اس واسطے آپ نے اپنی سُنن و احادیث کو ایک مستقل مقام بخشا ہے۔ اور جاتے جاتے امت کو یہ نصیحت فرما گئے ہیں کہ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِي یعنی کتابِ الٰہی اور سُنن نبویہ پر اگر تمہارا عمل رہا تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اسی طرح تمسک بالکتاب والسُّنّۃ کے فرمان کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کے حفظ و روائت کا بھی حکم ہے۔ مستدرک حاکم میں یہ ارشاد موجود ہے فَمَنْ حَفِظَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّث (فتح المغیث للسخاوی ص ۲۶۹) یعنی جو شخص میرے سُنن میں سے کسی چیز کو خوب محفوظ کرے تو اس کی روائت بھی کرے۔ قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ اگر منشاءِ رسالت احادیث کی حفاظت اور دینی جزا بنانے کا نہ ہوتا تو نہ بیان کرنے کی اجازت دیتے حالانکہ تحدیث کا حکم دیدیا۔ اسی طرح لکھنے کی بھی اجازت نہ دیتے۔ حالانکہ احادیث کے قلم بند کرنے کی اجازت بھی دی ہے۔ اسی طرح حافظہ میں محفوظ کرنے اور نشر و اشاعت کرنے پر سرسبز رہنے کی دعا بھی نہ فرماتے۔ اسی طرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگر احادیث کو احکام اسلام اور دینی زندگی میں ایک خاص جزو بنانا مقصودِ رسالت نہ ہوتا تو من کذب علی متعمداً الخ کہکر صرف غلط روایات ہی کے انتساب پر وعید نہ فرماتے بلکہ جھوٹ سچ سب حدیثوں کے بیان پر وعید فرماتے حالانکہ وعیدِ شدید جھوٹی و موضوع احادیث کے بیان پر وارد ہے۔ ان سب امور سے معلوم ہوا کہ احادیثِ نبویہ ہماری اپنی زندگی کے لئے از مہد تا لحد ضروری ہے

اب ہم اسجگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان چند حدیثوں کو نقل کرتے ہیں جن کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا ان کی فہرست بہت طویل ہے سرکاری دستاویزات اور قطائع وعطیات کے لئے پروانہ جات اہل سریہ کے نام ہدایات شاہانِ عالم کے نام مکتوبات جو سب احادیث نبویہ میں داخل ہیں۔ کتبِ حدیث وکتبِ سیر و مغازی میں محفوظ ہیں ان میں سے بعض کا ذکر حافظ سخاوی وغیرہ نے کیا ہے (فتح المغیث ص۲۱۴ و ص۲۲۹) ہم بغرض اختصار چند احادیث کے تحریر فرمانے کے واقعات درج کر رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوگا کہ تحریرِ احادیث کا سلسلہ عہد نبوی ہی سے شروع ہو گیا تھا۔

کتابت حدیث عہدِ نبوی میں (حدیث ابوشاہ یمنی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ میں فتح مکہ کے موقعہ پر انسانی حقوق اور مکہ کی عزت اور حرمت سے متعلق مسائل کو بیان فرمایا تو ایک یمنی شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے آپ نے حکم دیا اُكْتُبُوا لابی شاہ یعنی میری حدیث ابوشاہ کو لکھ دو (صحیح بخاری باب کتاب العلم)

(حدیث برائے قبیلہ جُہینہ) مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ ابوداؤد ترمذی موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جہینہ والوں کو ایک حدیث لکھوا کر بھجوائی کہ مردہ سے نفع حاصل نہ کرو جیساکہ عبداللہ بن حکیم سے مروی ہے اتانا کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تنتفعوا من المیتۃ (مشکوٰۃ اول ص۴۰)

(حدیث برائے اہل جرش) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ یمن کے شہر جرش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے باشندوں کو کھجور اور منقّے کو ساتھ ملا کر بھگونے سے منع فرمایا تھا کہ اس میں سُکر (نشہ)
کا اندیشہ تھا۔ کتب الی اھل جرش ینھاھم عن خلیط التمر والزبیب (مسلم جلد اول ص۱۶۲)

(احادیث برائے اہل یمن) حافظ ابن حجر نے بحوالہ مصنف عبدالرزاق، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے باشندوں کے متعلق لکھا ہے۔
ان یؤخذ من العسل العشر یعنی شہد سے (جو یمن میں بکثرت پیدا ہوتا ہے) دسواں حصہ زکوٰۃ میں وصول کیا جائے (فتح الباری پ ۶ ص۱۵) نیز حضرت معاذؓ کو تحریر فرمایا کہ ہر غیر مسلم بالغ مرد و زن سے ایک ایک دینار جزیہ کا وصول کریں (کتاب الخراج یحییٰ ص۷۲) نیز تحریر فرمایا کہ بارش سے جو غلہ پیدا ہو اس میں دسواں حصہ اور جو سینچ کر پیدا ہو اس میں بیسواں حصہ وصول کریں (کتاب الخراج یحییٰ ص۱۱۵)

(حدیث دیت برائے جملہ قبائل) امام مسلم اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کرتے ہیں کتب النبی علی کل بطن عقوله ثم کتب انه لا یحل لمسلم ان یتوالی مولی رجل بغیر اذنه (صحیح مسلم جلد اول ص۴۹۵) یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلہ والوں کو دیت کے مسائل "خون بہا" کی تفصیلات لکھوائیں اور یہ بھی لکھوایا کہ کسی مسلمان کیلئے یہ امر جائز نہیں کہ بلا اجازت اصل مالک کے کسی غیر کے آزاد کردہ غلام کا خود والی بن جائے۔

صحیفہ علیؓ - صحیح بخاری میں ہے عن علی قال ما کتبنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا القرآن وما فی هذه الصحیفة (جلد ۱ ص۴۵۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن لکھا۔ اور اس صحیفہ کے مسائل۔ وہ مسائل کیا ہیں ۱۔ تحدید حرم ۲۔ ایجادِ بدعت پر لعنت ۳۔ بدعتی کی تکریم اور اس کو جگہ دینے پر لعنت ۴۔ ذمہ اور عہد کے وفا نہ کرنے پر لعنت ۵۔ کسی دوسرے کے آزاد کردہ غلام کو اپنا مولیٰ بنانے پر لعنت۔ نیز بخاری شریف کتاب الجہاد کے دوسرے باب ذمۃ المسلمین وجوارهم واحدة کے تحت "صحیفہ کے مسائل میں ۶۔ اونٹوں کے متعلق مسائل اور ۷۔ مسائل جراحات اور دیت کا بھی اضافہ ہے اور اس کے علاوہ مسلم شریف میں صحیفہ کے مسائل کے متعلق ۸۔ زمین کی حدِ فاصل اور امتیازی نشانات کے مٹانے اور چوری کرنے پر لعنت ۹۔ ذبح لغیر اللہ کی حرمت ۱۰۔ احکام ذمیاں وغیرہ بھی مرقوم ہیں۔ (صحیح مسلم جلد اول ص۴۹۵) اسی طرح حضرت علی نے خود بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احکامِ قضا کی حدیثیں جمع کی تھیں۔ جو کتاب قضایا کے نام سے موسوم تھی۔ (مقدمہ مسلم صفحہ)

کتاب الصدقہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخیر عمر میں وہ تمام حدیثیں جن کا تعلق مسائل زکوٰۃ سے تھا۔ یکجا قلمبند کروا دیئے تھے۔ اس کا نام کتاب الصدقہ تھا۔ لیکن اس کو عمال اور حکام کے پاس روانہ کرنے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہوگیا تو خلفائے راشدین میں سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنے اپنے زمانے میں اسے نافذ کیا اور اس کے مطابق زکوٰۃ کے وصول و تحصیل کا ہمیشہ انتظام رکھا چنانچہ سنن ابوداؤد میں ہے۔ کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الصدقة فلم یخرج الی عمالہ حتی قبض فعمل بہ ابوبکر حتی قبض ثم عمل بہ عمر حتی قبض الخ (ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۱۵۶)

امام بخاری نے اس نسخہ (کتاب الصدقہ) کا مضمون نقل کیا ہے۔ جسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت انسؓ کو بحرین کا حاکم بنا کر بھیجتے وقت ان کے حوالے کیا تھا اس میں اونٹوں کے عمروں کی تفصیلات اور کمی بیشی پر نصاب کا تعین اسی طرح بکریوں کا نصاب اور چاندی کے زکوٰۃ کا نصاب بھی بیان کیا گیا ہے۔ (بخاری کتاب زکوٰۃ الغنم جلد ا صفحہ ۱۹۵)

(کتاب الفرائض والسنن الی اہل الیمن) امام نسائی اپنے[1] سنن نسائی میں ناقل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخیر عمر میں حدیثوں کا ایک ضخیم مجموعہ اہل یمن کے پاس عمرو بن حزم صحابی کی معرفت روانہ کیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں ان النبی صلعم کتب الی اہل الیمن کتابا فیہ الفرائض والسنن والدیات وبعث مع عمرو بن حزم (بلوغ المرام صفحہ ۱۳۲ موطا امام مالک صفحہ ۲۳۲)

(کتاب الخراج لیحیٰی صفحہ ۱۱۹) اس کتاب میں فرائض و سنن مثلاً تلاوت قرآن مجید، نماز، زکوٰۃ، طلاق قصاص آزادی، آزادی غلامان، خونبہا وغیرہ کے احکام تھے، نیز کبیرہ گناہوں کی تفصیلات تھیں اس قدر مسلوں کی حدیثیں جسے حضور نے خود لکھوائی اور جمع کرائی تھی ظاہر ہے کہ جامعیت مسائل کی بنا پر وہ ایک ضخیم کتاب ہوگئی۔ چنانچہ حافظ ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں ھو کتاب عظیم فیہ انواع کثیرۃ من الفقہ والزکوٰۃ والدیات والاحکام وذکر الکبائر والطلاق والعتاق واحکام الصلوٰۃ ومس المصحف وغیر ذلک وقال الامام احمد بن حنبل

[1] دیکھئے سنن نسائی صفحہ ۲۴۷ جلد ۲ طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور حدیث نمبر ۴۸۵۷ مع التعلیقات السلفیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا شک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتبہ (زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳) یعنی کتاب الفرائض والسنن کی یہ کتاب بلاشبہ آنحضرت کی لکھوائی ہوئی تھی۔ اور اس میں بہت سے مسائل شرعیہ نماز زکوٰۃ، عتاق، طلاق، دیات وغیرہ کے لکھے ہوئے تھے۔ ان چند مثالوں سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے فرمودات و ہدایات کو قلم بند کرا دیا تھا۔ ہم ان ہی چیزوں کو حدیث کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور تحریف حدیث منکرین حدیث نے حدیث دشمنی میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں کو لکھنے سے منع فرمایا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں آپ کے اقوال محرف ہو چکے تھے۔ (دو اسلام مؤلفہ برق جیلانی صفحہ ۳۹)

برق نے اس سلسلہ میں صرف اس حدیث کو پیش کیا ہے جو حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے وارد ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن کے ساتھ غیر قرآن کی آمیزش نہ کرو اگر کسی نے غیر قرآن کی آمیزش کر لی ہو تو اس کو مٹا دو۔ مثلاً یہ کہ یہ نہی عارضی تھی یا یہ کہ یہ حدیث موقوف ہے جو اجازت کی حدیث سے منسوخ ہے۔

جواب اس ٹولے کے اس مغالطے کا جواب علمائے حدیث بارہا دے چکے ہیں۔ لیکن یہ اعداء الدین و دشمنان حدیث ہیں کہ اسے رٹتے چلے جا رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے محرف ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کیونکہ اگر واقعہ حقیقتہً ایسا ہی ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرما دیتے کہ میری حدیثیں محرف ہو چکی ہیں اور ناقابل تسلیم ہیں۔ یہ کیوں فرماتے کہ قرآن کے ساتھ جس نے غیر قرآن لکھ لیا ہو وہ اس کو محو کر ڈالے۔ اسی سے صاف ظاہر ہے کہ اختلاط و انضمام ممنوع تھا مجرد احادیث کا لکھنا ممنوع نہ تھا۔ ورنہ حضرت ابو شاہ یمنی کو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص کو حضرت انس وغیرہ کو حدیثوں کے لکھنے کی اجازت کیوں عطا فرماتے جس کی مفصل بحث جمع و تدوین کے عنوان سے آگے آ رہی ہے اور بوقت رحلت یہ کیوں فرماتے کہ "میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسری میری سنت۔ جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے اس وقت تک گمراہ نہ ہو گے"۔ اگر آپ کی احادیث خدانخواستہ محرف ہو گئی ہوتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سچے راست باز نبی و ہادی دنیا تک کے لئے ان کے ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تمسک واعتصام کا حکم نہ دیتے۔ حالانکہ آپ نے تو حکم دیا ہے فاللازم باطل فالملزوم مثلہ بہرحال اس ظلم و عدوان کے علاوہ سب سے بڑا ظلم برق کا یہ ہے کہ اس نے لکھا ہے کہ صحابہ میں بڑی تعداد ایسے حضرات کی موجود تھی جو محرف احادیث بیان کرنے کے خوگر تھے۔" (دو اسلام ص۹۵)

یہ صحابہ کرام پر اور احادیث نبویہ پر ایسا زبردست حملہ اور اس قدر سخت افترا اور اتہام ہے کہ جس کی نظیر تاریخ اسلام میں دشمنانِ اسلام کے زبان سے بھی نہیں مل سکتی۔ اگر اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقعہ اس درجہ حدیث دشمن تھے کہ محرف موضوع احادیث و اباطیل کی روایت کرتے تھے تو اس سے سارے نظام دین پر الزام عائد ہوتا ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کہ میری تشریحات و تعلیمات کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ اور نہ خداوند کریم کو اطلاع کہ وہ اپنے رسول کو ان کے اصحاب و رفقاء کی ان لایعنی حرکتوں سے آگاہ کر سکے۔ حالانکہ جب یہ چیز بقول برق عام طور پر پائی جاتی تھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر منکر کا ازالہ لازم تھا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے۔

ویری الناس یفعلون معروفا فیمدحہ او منکراً فینکر علیہ (حجۃ اللہ ج۱ ص۱۲۱) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے معروفات اور اچھے معمولات کی مدح فرماتے اور منکرات سے منع فرماتے۔ علامہ سیوطی نے الخصائص الکبری میں نقل فرمایا ہے کہ کاتبین وحی میں سے ایک شخص نے سمیعاً بصیراً کی جگہ علیماً حکیماً اور علیماً حکیماً کی جگہ سمیعاً بصیراً بدل کر لکھا۔ بذریعہ وحی الٰہی اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے بددعا فرمائی کہ ان الارض لاتقبلہ کہ زمین اسے نہیں قبول کرے گی۔ راوی حدیث جو غالباً ابوطلحہ ہیں فرماتے ہیں کہ اس کا یہی انجام ہوا جس قبر میں ڈالا گیا ہر قبر نے اس کو باہر پھینک دیا (الخصائص الکبریٰ جلد اول)

احادیث شریف میں اس قسم کے متعدد نظائر موجود ہیں کہ حضور کو صحابہ کرام کے افعال کی اطلاع فوراً دی جاتی تھی۔ تو ایسے بڑے اہم معاملہ کی اطلاع کیوں نہ دی جاتی؟

بہرحال برق کے ایسے بے بنیاد اور لایعنی ہفوات کی بنا پر (باقی برصفحہ ۴۳۹)

© rasailojaraid.com